رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے	عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا	اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۶	۱۲-۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۱۸ء	شنبہ	۵-۸ محرم سنہ ۱۳۳۷ ہجری	نمبر ۳۱-۳۲

مدینۃ المسیح

چند روز سے یہاں اور اردگرد کے دیہات میں انفلوئنزا بخار کا بہت زور ہے بہت لوگ بیمار ہیں۔ ۸ تاریخ بارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد اقصیٰ میں اس غرض کیلئے ایک جلسہ ہوا کہ قادیان نیز اس کے اردگرد کے دیہات کے بیماروں کو خواہ وہ کسی مذہب و ملت کے ہوں طبی امداد پہنچانیکا انتظام کیا جائے اور غرباء میں دوائی مفت تقسیم کیجائے۔ چند ایک طبابت پیشہ اصحاب نے اپنی خدمات پیش کیں اور کئی ایک نے بطور تیمار دار خبر گیری کرنے کیلئے اپنے نام لکھائے۔ دوائیوں کیلئے چندہ بھی ہوا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح نے ۲۵ روپیہ مرحمت فرمائے۔ اور اردگرد کے دیہات اور گھوڑوں پر طبیبوں کو دورہ کرنے کی اجازت دی اور ...

اخبار احمدیہ

بمبئی میں تبلیغ

(گذشتہ سے پیوستہ)

آج دنیا میں وہ تمام جرائم و گناہ پائے جاتے ہیں۔ جو کہ پہلے زمانہ میں پائے جاتے تھے۔ اور جن کی اصلاح کے لئے نبی آیا کرتے تھے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ آج ایسا انسان پیدا ہو جو کہ تمام انبیاء کے خواص اپنے اندر رکھتا ہو۔ چنانچہ وہ آیا اور وہ احمد قادیانی ہے۔ اس کی تعلیم تمام پہلے انبیاء کی تعلیم کا صحیح خلاصہ ہے

حضرت مسیح موعود کا معجزہ نذاہب عالم کے جلسہ میں اس نے اس حقیقی تعلیم کو جو کہ خدا اور انسان کے متعلق ہے۔ پیش کیا اور اس تعلیم کا نام جنگ مقدس اسلام ہے۔ یہ کتاب اس کا علم و حکمت کا معجزہ ہے۔ جس طرح موسیٰ کی لاٹھی سانپ بنکر اپنے دشمنوں کو کھا گئی تھی اسی طرح یہ کتاب دنیا کے تمام باطل فلسفے اور جھوٹے مذہب کو کھا جائیگی۔ بلکہ کھا رہی ہے۔ موسیٰ کا سانپ دنیا میں پایا نہیں جاتا۔ لیکن یہ معجزہ قیامت تک زندہ رہیگا

پارسی مذکور پر بہت اچھا اثر ہوا اور اس نے ایک جلد ٹیچنگ آف اسلام خریدی۔ اور وعدہ کیا ہیں اسکو پڑھکر پھر آپ سے ملونگا۔

مناظرے آج کل دو مناظرے بھی چھڑے ہوئے ہیں۔ (۱) عیسائی فرقے کے ساتھ حیات و ممات مسیح پر (۲) مسلمانوں کے ساتھ خصوصاً انجمن ضیاء الاسلام والوں کے ساتھ مسئلہ ختم نبوت پر۔

اول الذکر ہر بدھ کی شب کو ۸ بجے ہوتا ہے۔ آخر الذکر ہر پیر کی شب کو ۸ بجے۔ بفضلہ تعالیٰ ہر دو سماجیں بہت کامیاب اور امید افزا ہو رہے ہیں مجمع بہت کثیر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ باہر سڑک پر لوگ کھڑے رہتے ہیں۔ (خلیل احمد از بمبئی)

علاقہ سندھ میں تبلیغی دورہ

ہم ۱۶۔ ذی الحجہ کو دار الامان سے چلکر لاہور شب گذار کر ۱۷ کی صبح ۸ بجے لاہور سے روانہ ہوئے خیرپور کے اسٹیشن پر پہنچے تو رات کے ۱۲ بجے تھے گاڑی والے ہماری بات نہیں سمجھتے تھے اور نہ ہم گاڑی والوں کی آخر ایک ہندوستانی صاحب مل گئے جن کی ترجمانی کے ذریعہ ایک گاڑی کرایہ کی گئی۔ جس میں سوار ہو کر ۴ بجے شب کے کوٹھ ڈارادن پہنچے بڑی تلاش کے بعد مولوی غلام حیدر صاحب احمدی کا مکان ملا۔ معلوم ہوا کہ ہمارے مرسلہ خطوط اور تار مولوی غلام حیدر صاحب کو نہیں ملے۔ اسی لئے وہ اسٹیشن پر انتظام نہ کر سکے۔ ڈارادن میں کہیں پندرہ بیس روز ڈاک پہنچتی ہے۔ مولوی غلام حیدر صاحب کے مکان پر آنے والے حضرات کو تبلیغ کی گئی۔ چند شیعہ حضرات کو حضرت حافظ روشن علی صاحب نے خوب تفہیم کی۔ خاکسار علمی انہیں شیعہ حضرات کو تبلیغ کرتا ہوا شادی کے کیمپ میں پہنچا جہاں بہت امراء سندھ موجود تھے۔ بہت کھلے پیرایہ میں حضرت مسیح موعود کے دعاوی کو پیش کیا بعض امراء نے مختلف سوالات کئے۔ جن کے جواب دیئے گئے۔

مولوی غلام حیدر صاحب کی بیماری کے باعث بہت جلد واپسی ہوئی۔ اور ہم شہر نواب شاہ وارد ہوئے نواب شاہ میں محمد عیسیٰ صاحب احمدی نے بعد نماز مغرب جامع مسجد میں لیکچر کا انتظام کیا اور حضرت حافظ روشن علی صاحب نے مغرب کی نماز پڑھا کر لیکچر شروع کیا۔ اور کلمہ طیبہ۔ نماز روزہ حج کے مسائل بیان فرما کر حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کا دعویٰ بیان فرمایا تمام حاضرین نے سنا پھر نماز عشا ادا کی گئی۔ نماز عشا کے بعد اس مسجد کے امام صاحب نے سلسلہ گفتگو شروع کر دیا۔ اور کھڑے ہو کر ہماری مخالفت میں تقریر کی۔ جس کا حضرت حافظ صاحب نے مدلل جواب دیا۔ اور نصف گھنٹہ سے زائد گفتگو رہی پھر مجلس برخاست ہوئی۔ حضرت حافظ صاحب کی تقریر کا بہت اچھا اثر ہوا۔

خاکسار ابو محمد محفوظ الحق علمی

درخواست دعا

میاں محمد مدد علی صاحب امرتسر سے اپنے بھائی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ جو ایک ابتلا میں ہیں۔

آجکل جنگی بخار بمبئی میں پھر زوروں پر ہے اور اب کی دفعہ اس نے مہلک اور خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ اموات ہوتی ہیں۔ حکیم محمد اسمٰعیل صاحب ساکن گوجرانوالہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ احباب جماعت بمبئی کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ اسکو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور دوسری مخلوق پر بھی رحم فرمائے۔

اعلان نکاح

۲۲۔ ستمبر کو غلام احمد طالب علم مدرسہ احمدیہ کا نکاح چودھری اللہ دتا صاحب نمبردار موضع ھتانوالی ضلع سیالکوٹ کی دختر زینب بی بی سے پانچ صد روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھا۔ خدا مبارک کرے۔

نماز جنازہ

جناب سید عظیم الدین صاحب احمدی وکیل حیدر آباد کے بھائی جناب سید ضیاء الدین صاحب احمدی جو کہ مخلص احمدی تھے ایک عرصہ تک بیمار رہکر فوت ہو گئے ہیں اور برادر محمد امیر صاحب احمدی ملک آسام کی لڑکی محمودہ خاتون اور برادر حسین صاحب چک نمبر ۳۸ ڈاکخانہ ساہووالہ اور میاں نور محمد صاحب پسر بابو علی محمد صاحب کلرک آرٹسل فیروزپور اور [illegible] محمد صاحب احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ [illegible] کی اہلیہ فوت ہو گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

کلام گوہر

(از جناب ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر)

گنہ کا بار مرے سر سے گر اتر جاتا
سدا کا روگ ہمیشہ کا درد سر جاتا

اداشناس تو میرا ہی دل ہے۔ تیر نظر
ادھر نہ آتا تو فرمائیے کدھر جاتا

پھنسا جو رہتا ترے گیسوئے معنبر میں
دل رقیب بھی آخر کو بن سنور جاتا

بٹھایا گوشہ میں زاہد کو مفت خوری نے
تلاشِ حق اسے ہوتی ادھر ادھر جاتا

غضب کیا ترے خنجر نے تشنہ کام رکھا
لگا تھا دل میں تو پھر دل کا کام کر جاتا

ستم تو یہ ہے کہ قاصد بھی مر رہا جا کر
یہی تھا شوق تو آکر یہیں پہ مر جاتا

وفا شعار ستم سے بچائے جاتے ہیں
ہمارا عہد وفا ورنہ بے اثر جاتا

نگاہ ناز سے دو چار قتل کر لیتے
تو حسن چشم فسوں ساز کچھ نکھر جاتا

ستم تو یہ ہے کہ حسن و ادا کا نام نہیں
ہوس یہ ہے کہ زمانہ ہمیں پہ مر جاتا

امیر وہ ہے صفات امیر ہوں جس میں
چکور ورنہ ہر اک پھلجھڑی پہ مر جاتا

یہ تیرے جذبۂ دل کی کمی ہے ای گوہر
وگرنہ نالۂ جانسوز کام کر جاتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۲ - اکتوبر ۱۹۱۸ء

بانی آریہ سماج کی شرمناک تعلیم میں سے کچھ

باغیرت آریہ صاحبان کی توجہ کے قابل

"ستیارتھ پرکاش" کی ضرور اصلاح ہونی چاہیئے

(۱۲)

گذشتہ نمبر میں ہم بتا چکے ہیں۔ کہ اگرچہ پنڈت دیانند صاحب نے بیوہ عورت کی دوسری شادی کرنیکی سخت مخالفت کرتے ہوئے اس کی بجائے نیوگ کا حکم دیا ہے۔ اور اس کا جواز وید کے منتروں سے نکالا ہے۔ مگر ہم آریہ صاحبان اس معاملہ میں ان کے ارشاد کی تعمیل کرنے سے قاصر ہیں۔ اور نہ صرف قاصر ہی ہیں۔ بلکہ ان کے حکم کے خلاف بیوہ عورتوں کی دوسری شادی کرا رہے ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ مسئلہ نیوگ کو معرض عمل لانے کے لئے کم از کم ابھی تک ہرگز تیار نہیں ہیں۔ پس جب آریہ صاحبان بیوہ عورت کے لئے بھی پسند نہیں کرتے کہ وہ نیوگ کرے اور کسی رنڈوے مرد کو بھی اجازت نہیں دیتے کہ نیوگ سے فائدہ اٹھا سکے۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ ان کی غیرت اور شرافت اس بات کو گوارا کر سکے۔ کہ کوئی آریہ عورت اپنے خاوند کی زندگی میں ہی اس فعل پر عملدرآمد کرے۔ لیکن پنڈت دیانند صاحب نے نہایت کھلے اور واضح الفاظ میں خاوند کی زندگی میں بھی نیوگ کرنیکا ارشاد فرمایا ہے

خاوند کی زندگی میں نیوگ

چنانچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۷ پر آپ نے یہ سوال اٹھا کر کہ:-

"نیوگ مرے پیچھے ہی ہوتا ہے۔ یا خاوند کے جیتے بھی"

اس کا مختصر جواب تو یہ دیا ہے کہ "جیتے بھی ہوتا ہے" اور اس کی تائید میں رگ وید کا ایک منتر پیش کر کے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ

"جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تب اپنی عورت کو اجازت دیوے کہ "اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر۔ کیونکہ اب مجھ سے تو اولاد نہیں ہو سکیگی۔ تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔ لیکن اس بیاہے عالی حوصلہ خاوند کی خدمت میں کمربستہ رہے"

مذکورہ بالا حوالہ میں اصل الفاظ کے علاوہ باقی تشریح و توضیح پنڈت دیانند صاحب کی اپنی ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ جو آریہ خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ اسے چاہیئے کہ اپنی عورت کو کسی اور مرد کی خواہش کرنے کی اجازت دے۔ اور جب عورت کو یہ اجازت مل جائے۔ اور وہ اس سے مستفید ہونے لگے۔ تو یہ نہیں کہ اپنے اصلی خاوند کو چھوڑ دے بلکہ اس "عالی حوصلہ" خاوند کی خدمت میں کمربستہ رہے اور اس کی خدمت اور تواضع کرے۔

یہ ہے وہ تعلیم جو پنڈت دیانند صاحب نے اپنے پیرؤوں میں سے ہر ایک اس شخص کے لئے لازمی قرار دی ہے۔ جو اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ اور اس کا فرض قرار دیا ہے۔ کہ وہ اپنی عورت کو اجازت دے۔ کہ "اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنیوالی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر"

اس جگہ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ پنڈت صاحب موصوف نے اپنے پیرؤوں کو یہ حکم دیتے ہوئے۔ جہاں تک ان کے خیال میں مناسب اور ضروری تھا۔ ان کے حقوق کی نگہداشت بھی کی ہے اور جہاں نیوگ کرنے کی اجازت پانے والی عورت کو اپنے اصلی خاوند کی خدمت میں کمربستہ رہنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ وہاں ایسے خاوند کو اپنی طرف سے "عالی حوصلہ" کے نہایت شاندار لقب سے ملقب بھی کیا ہے تاہم جہاں تک ہمیں علم ہے۔ آریہ سماج میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں مل سکتی۔ جس نے پنڈت صاحب موصوف کے دیتے ہوئے خطاب کا اپنے آپ کو مستحق ثابت کیا ہو۔ اور وہ عالی حوصلگی دکھائی ہو۔ . . . . .

جس کی توقع پنڈت دیانند صاحب کو ہر اس آریہ سے ہے۔ جو اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ آریہ صاحبان میں ایسی مثال پیدا نہ ہونے کی وجہ ممکن ہے کوئی اور بھی ہو۔ لیکن جو ہم سمجھے ہیں۔ وہ

یہ ہے کہ وہ اس قسم کی اجازت دینے کو عالی حوصلگی نہیں سمجھتے۔ اور ان کی غیرت گوارا نہیں کرتی کہ پنڈت صاحب کے حکم کو زیر عمل لا کر ان سے "عالی حوصلہ" ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کریں۔ اگر یہی بات ہے اور غیرت اور شرافت کا تقاضا رہے کہ یہی ہونی چاہیئے۔ تو گو اب بھی آریہ صاحبان قابل مبارکباد ہیں۔ کہ انھوں نے پنڈت دیانند صاحب کے اس ارشاد کو آنکھیں بند کر کے تسلیم نہیں کر لیا۔ بلکہ اس کی برائیوں اور نقائص کو مد نظر رکھ کر پس پشت ڈال رہا ہے۔ لیکن اصل تعریف کے مستحق اسی وقت ہونگے۔ جبکہ "ستیارتھ پرکاش" میں سے اسے نکال کر اس کی اصلاح کر دیں گے۔ کیونکہ جب تک ایسی باتیں اس میں موجود ہیں اُس وقت تک خواہ وہ ہزار دفعہ ان کے ناقابل عمل ہونیکا ثبوت دیں۔ اور لاکھ بار زبانی طور پر ان سے اپنی بیزاری کا اعلان کریں۔ تو بھی ان کا پلہ پاک نہیں ہو سکتا۔ اور وہ ان کی جوابدہی کے بوجھ سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اُمید ہے آریہ صاحبان اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے اور "ستیارتھ پرکاش" کو ایسے نقائص اور عیوب سے جن کا اثر خود ان کی ذات پر پڑتا ہے دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

فی الحال ہم نے صرف بیوہ اور ایسی عورت کے متعلق جس کا خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو ستیارتھ پرکاش کی تعلیم پیش کی۔ اور اس کو آریہ صاحبان کے لئے ناقابل عمل ثابت کیا ہے۔ آئندہ انشاء اللہ بتائیں گے کہ نیوگ کا حلقہ اثر صرف انہی عورتوں تک محدود نہیں جو بیوہ ہوں۔ یا جن کے خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہوں۔ بلکہ اس قدر وسیع اور فراخ ہے کہ جس کی حد بندی ہی نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔

پس جس کتاب میں ایسی تعلیم پائی جاتی ہو اسے بطور ایک مذہبی پستک کے سمجھنا نہایت قابل شرم اور افسوسناک بات ہے۔ جس کی طرف آریہ صاحبان کو ضرور توجہ کرنی چاہیئے۔

لالہ منشی رام صاحب اور نیوگ

سوامی شردھانند صاحب نے جن کو زیادہ تر لوگ لالہ منشی رام کے نام سے جانتے ہیں۔ دھرم پور کے سماج سندر کے جھگڑے کے دوران میں جو کچھ کام کیا۔ وہ اس قابل تھا کہ آریہ صاحبان اور آریہ اخبارات اس پر شکر گذاری کا اظہار کرتے۔ مگر برخلاف اس کے لالہ صاحب کی عیب شماری شروع ہو گئی ہے "ویدپرکاش" میرٹھ نے کچھ عرصہ قبل لالہ صاحب موصوف کے خلاف جو الزام شائع کئے تھے۔ اب ان کو بمع نئے زائد آریہ پتر کا لاہور نے پیش کیا ہے۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ:۔

"سوامی جی نے نیوگ کو گرے ہوئے لوگوں کا فعل قرار دیا"

اگرچہ آریہ پتر کا وغیرہ نے لالہ صاحب کے اس خیال کو ان کی ایک برائی کے طور پر پیش کیا ہے۔ لیکن اگر وہ غور و فکر سے کام لیں اور تعصب و عداوت کو دل سے نکال کر ستیارتھ پرکاش میں سے نیوگ کی تعلیم کو دیکھیں۔ تو انھیں معلوم ہو جائے کہ لالہ منشی رام صاحب نے جو کچھ کہا ہے۔ وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ اور اس کی تصدیق کے لئے ہمارے ان مضامین کو پڑھنا چاہیئے جو "ستیارتھ پرکاش کی شرمناک تعلیم میں سے کچھ" کے عنوان سے لکھے جا رہے ہیں۔

انجمن احمدیہ بصرہ اور نامہ نگار اہلحدیث

ہمارے وہ احباب جو بصرہ و بغداد میں بوجہ ملازمت مقیم ہیں انھوں نے مذہبی روح قائم رکھنے جماعت نماز ادا کرنے اور اپنے چندوں وغیرہ کو ایک نظام کے ماتحت لانے کے لئے ایک انجمن قائم کی ہوئی ہے۔ جس کا وقتاً فوقتاً الفضل میں ذکر ہوتا رہتا ہے۔ اس کے متعلق اہلحدیث میں ایک شخص نے بصرہ سے لکھا ہے۔ کہ:۔

"الفضل کے کسی پرچے سے دریافت ہوا ہے کہ اہل قادیان کی جانب سے ایک مشن بصرہ میں اور دوسری ایک بغداد میں قائم ہوئی ہے۔ یہاں پر نہ کوئی مشن ہے۔ نہ انجمن ہے۔ اور نہ کوئی کمیٹی ہے۔ یہ محض افترا ہے۔ کذب ہے دروغ ہے جھوٹ ہے"

اس کے ساتھ ہی وہی صاحب یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ

"کچھ لوگ اسی فرقہ کے نجار۔ معمار لوہار۔ جو بیچارے کم علم۔ ہندوستانی ہیں کبھی کبھی ان کے پاس دو ایک کلرک ملنے کو چلے آیا کرتے ہیں۔۔۔۔۔ ان لوگوں نے باہم کچھ چندہ ایک دوسرے کے ذمہ باہوار ی قائم کر رکھا ہے۔ جسکو یہ جمع کر کے قادیان بھیج دیتے ہیں"

نامہ نگار کے الفاظ اس کے پہلے الفاظ کی خود تردید کر رہے ہیں۔ اور دروغ گورا حافظہ نباشد کا ثبوت دے رہے ہیں۔

باقی رہا مشن کا سوال اس کے متعلق مضمون نویس کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ الفضل میں شائع نہیں ہوا۔ کہ بصرہ و بغداد میں کوئی مشن بھیجا گیا ہے۔ ہاں یہ ضرور لکھا گیا ہے کہ جو احمدی وہاں بسلسلۂ ملازمت مقیم ہیں انھوں نے مل کر ایک انجمن بنائی ہے۔ اور پھر خود ہی دبے الفاظ میں یہ کہنا کہ اس فرقہ کے کچھ لوگ ہیں جنہوں نے چندہ وغیرہ باقاعدہ جمع کرنیکا انتظام کر رکھا ہے۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ میں ملاقات کے لئے آتے ہیں اپنی دروغ بیانی کا خود ثبوت دینا ہے۔ کیونکہ چند آدمیوں کے ملکر ایک کام کرنے کو ہی انجمن کہا جاتا ہے۔ اور اسی بات کا الفضل میں ذکر کیا گیا ہے۔

باقی رہا نجار۔ معمار۔ لوہار۔ کہکر طعن کرنا یہ حد درجہ کی کمینگی ہے۔ اور اسلام سے بالکل کورے ہونے کو ظاہر کرنا ہے۔ کیونکہ اسلام کسی شخص کو اس لئے معزز اور قابل عزت قرار نہیں دیتا۔ کہ وہ کسی بڑے خاندان یا بڑی قوم میں سے ہے۔ بلکہ اس میں وہی معزز و مکرم ہے

جس میں نیکی اور تقویٰ پایا جاتا ہے۔ اور جو خشیت اللہ اپنے دل میں رکھتا ہے۔ لیکن جس میں یہ نہیں خواہ وہ کوئی ہو نہایت ذلیل اور ملپید ہستی ہے۔ پس وہ لوگ جو لوہاری یا نجاری کا کام کرتے ہیں۔ لیکن خدا کے فضل اور اس کی توفیق سے خدا تعالےٰ کے مامور اور مرسل کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد کر چکے ہیں۔ اور نہ صرف عہد کر چکے ہیں۔ بلکہ جہاں تک ان کی طاقت اور ہمت میں ہے۔ وہ اس عہد کو پورا کر رہے ہیں۔ جیسا کہ مضمون نگار کو خود اعتراف ہے۔ کہ "انھوں نے ایک دوسرے کے ذمہ کچھ چندہ مقرر کیا ہوا ہے جسے جمع کر کے قادیان بھیجتے ہیں" تو یہ لوگ خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کے نزدیک یقیناً اس شخص سے زیادہ درجہ رکھتے ہیں جو میدان جنگ کا خونیں منظر دیکھنے کے باوجود دروغ بیانی سے باز نہیں رہ سکا۔ کاش ایسے لوگوں میں خشیت اللہ ہوتی۔ تاکہ حق و باطل میں تمیز کرنے کی طرف متوجہ ہوتے اور ان لوگوں پر زبان طعن دراز نہ کرتے جو باوجود اپنی بے کسی اور کمزوری کے ہر وقت اور ہر حالت میں اس فکر میں رہتے ہیں کہ ضلالت میں گرے ہوئے لوگوں کو اسلام کی روشنی سے منور کریں۔

ایک مولوی کی کرتوت

آج کل کے مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ اس کا اندازہ اہلحدیث ۳۰ - اگست ۱۹۱۸ء کے مندرجہ ذیل مضمون سے ہو سکتا ہے۔ اس میں جن مولوی صاحب کا ذکر ہے وہ کئی مقامات پر ہمارے واعظین سے سخت شکست کھا چکے ہیں۔ اور تو کچھ انھیں آتا نہیں۔ جھوٹ اور دروغ سے کام لے کر اپنی بڑائی بیان کرنے میں خوب مشاق ہیں۔ چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا مقام کرتار پور میں جب جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی سے صداقت مسیح موعودؑ پر ان کا مباحثہ ہوا - تو انھوں دلائل کے سامنے لاجواب ہو کر یہ بڑ ہانک دی کہ "میرے ڈیڑھ لاکھ مرید ہیں - ۱۴ سو بی - اے اور ۱۵ - ۱۶ ایم - اے - میرے خادم ہیں میں خدا کا ولی ہوں - اگر کوئی میرا جوتیاں جھاڑنے والا کھڑا ہو جاوے - تو کسی احمدی کی طاقت نہیں کہ اس کا مقابلہ کر سکے"۔

اس کے جواب میں جناب مولوی غلام رسول صاحب نے کہا کہ اس طرح پر گپ مار دینے سے کوئی سچا ثابت نہیں ہو سکتا اگر آپ سچے ہیں۔ تو اپنے ایکسو بی۔ اے مریدوں کا ہی نام و نشان بتائیں۔ ہم تحقیقات کریں گے۔ اگر نہ بتا سکیں تو ہم آپ کو جھوٹا ہی تصور کریں گے۔ رہا آپ کا یہ فرمانا کہ آپ کی جوتیاں جھاڑنے والوں کا بھی احمدی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ سو یہاں تو ہم دیکھتے ہیں۔ ہمارے مقابل پیر ہی کے پیر نہیں جمتے۔ تو وہ آپ کے جوتے جھاڑنے والے کیا کریں گے"۔

اس کا مولوی صاحب کوئی جواب نہ دے سکے اور نادم ہو کر خاموش ہو گئے۔ انھیں کی ذات مجموعہ خرافات کا ذکر اہلحدیث میں ہے۔ جو کہ ان کے گھر کی شہادت ہونے کی وجہ سے نہ صرف مندرجہ بالا گفتگو کی بالواسطہ مصدق ہے۔ بلکہ یہ بھی ظاہر کرتی ہے۔ کہ کرتار پور میں مولوی صاحب مذکور نے کسی خاص وجہ سے اس قدر دروغ بیانی سے کام نہیں لیا تھا جس قدر دوسرے مقامات پر لیتے ہیں۔ جیسا کہ اہلحدیث کے مندرجہ ذیل مضمون سے ظاہر ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ

"ایک صاحب مولوی نواب الدین صاحب باشندہ رمداس حال وارد ستکوہا ضلع گورداسپور پنجاب ہیں۔ جو فرمایا کرتے ہیں۔ کہ کوئی عالم و صوفی مجھکو ہندوستان میں نظر نہیں آتا۔ جس سے میں گفتگو کر دں اور ہندوستان کے بڑے بڑے فاضل میرے خوشہ چین و مرید ہیں۔ اور تین لاکھ میرا مرید ہے۔ اور میں نے فلاں مقام طے کیا ہے۔ اور میں عرش معلی پر نماز پڑھتا ہوں۔ فلاں منزل میں فلاں شخص تھا۔ وہ میرے فیض و توجہ سے آگے بڑھا۔ میں غوث ہوں قطب ہوں وغیرہ وغیرہ۔

باقی علم کا حال اور دعویٰ اور مناظر ہونیکا دعویٰ کہ کوئی عالم ہندوستان میں نہ دیوبندی میرے سامنے ٹھہر سکتا ہے نہ شیعہ نہ نیچری نہ غیر مقلد۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو میں نے بھگا دیا۔ اور وہ میرے سامنے دم نہیں لے سکتا۔ اسکی کیا طاقت ہے۔ کہ میرے سامنے کلام کرے۔ اور فلاں فلاں مقام پر میں ہندوستانی وعظ کہہ رہا تھا۔ علمائے دیوبند بھاگ گئے۔ میں نے کہا ٹھہرو! بھلا وہ کہاں ٹھہریں۔ وغیرہ وغیرہ توہین کے الفاظ جو تحریر میں لانے نازیبا ہیں بیان کرتا ہے۔

اب اپنی دنیاوی حیثیت کے لاف مارتے ہیں کہ ہمارے ستکوہا مقام میں (۸۰) باغات آموں کے ہیں۔ اور مکانات۔ حویلیاں۔ اور کوٹھیاں۔ بیشمار ہیں۔ اور لنگر خانہ جاری ہے۔ اور کئی مربعے زمین بار میں ملی ہوئی ہے۔ اور باقی جائداد بیشمار و بے گنت زمین کی صورت میں ہے۔ اور ڈیڑھ دو سو مہمان روزمرہ گھر میں موجود رہتا ہے۔ اور ڈگری میں نے بیرسٹری کی حاصل کی ہوئی ہے۔ اور تحصیلداری میں نے چھوڑی ہے اور وکالت کا امتحان میں نے دیا ہے۔ اور ولایت میں تعلیم بہت عرصہ حاصل کرتا رہا۔ اور میاں محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لا اور شادی لال جج چیفکورٹ میری رشتہ دار ہیں۔ (یہ الفاظ کیونکہ میں درزی کی دوکان پر کہے تھے) یہی وجہ ہے کہ میں کسی سے نہیں ڈرتا ہوں میں نے رات کو چار چار نوافل پڑھا۔ جو میرے گھٹنے کا یہ حال ہے۔ اور دراصل میرا وہ بدن نہیں رہا۔ اب جو وجود تم لوگ دیکھ رہے ہو۔ یہ وجود مجھکو اور عطا ہوا ہے سفلی وجود میں دیکھا ہوں۔ یہ باقی رہنے والا وجود ہے۔ خیر ایسی باتیں بہت ہیں۔ جو اس جگہ کچھ بیان۔ فلاں جگہ کچھ بیان۔ کیں۔ فلاں جگہ کچھ تکبر بولا۔ فلاں جگہ کچھ منھ سے دعویٰ کیا۔ ہم طول لکھنا نہیں چاہتے"۔

یہ ہے ان علماؤں کی حالت جنہیں ہمارے مقابلہ پر کھڑا کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ دے تا وہ دیکھ سکیں کہ یہی وہ زمانہ ہے۔ جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :- علماؤھم

مولوی محمد علی صاحب کے خط کا جواب

حال ہی میں مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے جو خط حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے نام شائع ہوا۔ اس کا اصل جواب تو حضور ہی نے رقم فرمایا ہے۔ جو حقیقت الامر کے نام سے شائع ہوگیا ہے۔ لیکن جناب شیخ عبدالحمید صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو اس خط کا جو جواب لکھا ہے۔ وہ بھی بعض ایسے امور پر مشتمل ہونے کے باعث جو لاہور کے مقامی حالات سے تعلق رکھتے ہیں۔ بہت معقول اور دلچسپ ہے اس لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

مکرمی مولوی محمد علی صاحب السلام علیکم

آپ کا مطبوعہ خط بنام سیدنا و مرشدنا حضرت فضل عمر مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ جو آپ نے حضور کی خدمت میں شملہ سے ارسال کیا۔ مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے اس کو پڑھا اور خوب غور سے دوبار پڑھا۔

سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ باوجود اس بغض و کینہ اور دشمنی کے جو آپ کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عموماً اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے خصوصاً عرصہ دراز سے چلی آتی ہے۔ آپ نے حضرت صاحب کی صحت پر خوشی کا اظہار فرمایا ہے۔ اور نیز یہ کہ آپ کو ایام بیماری میں بھی ہمدردی رہی ہے۔ یہی انسانی شرافت ہے۔ ورنہ جو شخص باوجود ان گہرے تعلقات کے جن کا ذکر آپ نے اپنے خط میں کیا ہے۔ خلیفۃ مسیح موعود سے ہمدردی نہ کرے اور ان کی صحت پر سچے دل سے اظہار خوشی نہ کرے۔ تو اس سے زیادہ شقی پلید اور خبیث کون ہو سکتا ہے۔ وہ تو انسان نہیں بلکہ بدتر از حیوان ہے۔ اس لئے آپ کی خوشی اور ہمدردی ایک لازمی بات تھی۔ جس کے لئے میں کرر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ کا یہ فرمانا بہت صحیح ہے کہ "عقائد کے معاملہ میں بعض وقت انسان بجائے غور کرنے کے مشتعل ہو جاتا ہے۔ گو ایسا کرنا درست نہیں۔" امید ہے کہ آپ میرے خط کو پڑھتے ہوئے اپنے اس مقولہ پر کاربند رہینگے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ میرے اس عریضہ پر غور فرمائینگے۔

جواب میں مجھے خط لکھنے کی تو چنداں ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ جس شخص کو آپ نے خط لکھا ہے۔ وہ نہ صرف ایسی باپ کا بیٹا ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے **سلطان القلم** بنایا۔ اور دنیا نے اس کو تسلیم کیا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی پاک وحی کے ماتحت خود بھی **اولوالعزم** ہے۔ اور جماعت کثیر کا خلیفہ اور امام ہے۔ اس لئے جب حضور مناسب خیال فرمادینگے تو وہ خود ہی جواب تحریر فرمادیں گے۔ مجھے تو یہ چند سطور لکھنے کی اس واسطے ضرورت پیش آئی کہ آپ نے کہیں کہیں جماعت کو بھی مخاطب کیا ہے۔ اور خواہ مخواہ جماعت پر بدظنی کی ہے۔ جو مومن کی شان نہیں۔ مثلاً آپ نے پہلے ہی صفحہ پر لکھا ہے کہ

"بلکہ جہاں تک معلوم ہوا ہے ہماری تحریروں کو پڑھنے اور دیکھنے سے آپ نے مریدین کو منع کیا ہوا ہے۔ کم از کم آپ کے مریدین میں عموماً یہ خیال پھیلا ہوا ہے۔ کہ آپ پسند نہیں کرتے۔ کہ ہماری تحریریں وہ پڑھیں۔"

آپ کا یہ لکھنا سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ اور یہ ایسا سفید جھوٹ ہے۔ کہ آپ جیسے گریجویٹ کو لکھنے سے شرم کرنی چاہئے تھی۔ کیا آپ نے خود اس بات کا مشاہدہ کیا۔ کہ آپ نے کسی احمدی کو اپنی کتاب یا اخبار دیا ہو اور اس نے اس کو تعصب سے نہ پڑھا ہو۔ آپ ایک بھی ایسی نظیر پیش نہیں کر سکتے آپ نے شاید اپنے حواریوں سے سن کر بغیر تحقیق کے یہ لکھدیا کہ آپ کی تحریروں کو پڑھنے یا دیکھنے سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے مریدین کو منع کیا ہوا ہے۔ آپ کا یہ خیال غلط اور بالکل غلط ہے۔ ہاں یہ میں ضرور کہونگا کہ آپ کی تحریریں پڑھنے کے لئے پڑھنے والے کو اپنے دل پر بڑا جبر کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ان میں حضرت مسیح موعود اور حضور کے خاندان کو سوائے گالیاں نکالنے کے اور کچھ لکھا ہوا نہیں ہوتا اگر اس سے زیادہ اور کچھ ہوتا بھی ہے۔ تو وہ سرور عالم آنحضرت صلعم کی شان مبارک میں ہتک آمیز الفاظ ہوتے ہیں۔ جن کو ایک سچا اور غیور مسلمان جب تک اپنی طبیعت پر جبر نہ کرے پڑھ نہیں سکتا۔ بلکہ بعض وقت یہ شبہ ہو جاتا ہے۔ کہ آپ کی تحریر درحصل کسی آریہ یا پادری کی تحریر کا اقتباس نہ ہو۔

آپ کو معلوم ہے کہ میں لاہور میں رہتا ہوں۔ کیا آپ نے اپنا کوئی ٹریکٹ۔ اشتہار کتاب اخبار وغیرہ مجھے بھی کبھی بھیجا۔ آپ کا یہ مطبوعہ خط بھی مجھے اپنے ایک احمدی دوست سے سیالکوٹ میں ہی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ چونکہ اس خط پر کوئی تاریخ نہیں۔ اس لئے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کب کا چھپا ہوا ہے۔ اور کتنے عرصہ بعد مجھے ملا ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے آپ نے جماعت احمدیہ لاہور کے پاس اپنے اشتہار وغیرہ کبھی نہیں بھیجے۔ بلکہ بعض دوستوں کو لاہور سے باہر جاکر ہی علم ہوتا ہے۔ کہ پیغام بلڈنگ سے فلاں اشتہار نکلا ہے۔ آئندہ اگر آپ اپنے اشتہار وغیرہ مجھے لاہور کے پتہ پر بھیجدیا کریں۔ تو آپ کا بہت مشکور ہونگا۔ اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ان کو پڑھ بھی لیا کرونگا۔ اور میرا یہ فعل حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حکم کے اور منشاء کے خلاف نہیں۔ بلکہ اتباع میں ہے۔ کیونکہ حضرت صاحب کا اپنا طرز عمل یہی ہے۔ کہ وہ مخالفین کی تحریروں کو خود پڑھتے اور ان کا جواب بھی عام طور سے خود ہی تحریر فرماتے ہیں۔ اس لئے آپ کا یہ لکھنا کہ حضور نے آپ کی تحریروں کو پڑھنے سے اپنے مریدین کو منع فرمایا کہ

صداقت الاسلام

دیانندی شبہات کا قلع قمع

(۵)

از جناب مولوی ابو محمد محفوظ الحق صاحب علمی

اہل اسلام کی مصلحانہ اور مدافعانہ جدوجہد

جبکہ کوئی مامور و مرسل دنیا کا مصلح مبعوث ہوتا ہے۔ تو اس کے مقابل ایسے ظالم اکثر مفسدین بھی کھڑے ہوجاتے ہیں جنہیں انصاف وحق کی پرواہ نہیں ہوتی۔ چنانچہ اسلام کی ابتدائی تاریخ پر نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ اس دین حق کے مٹانے اور دنیا میں راستی اور اصلاح پھیلانے کے دشمن کس کس بے دردی اور ظلم و تعدی سے مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھاتے اور ان کی جان و مال اولاد و گھربار کی تباہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے تھے۔ پھر بھی خدا رحیم و کریم پاک دل مسلمانوں کو معافی و درگذر کی ہدایت فرماتا رہا۔ فاعفوا و اصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ لیکن باوجود انعامات و احسانات اور نیک برتاؤ کے وہ بے درد دشمن جان کے لیوا اور خون کے پیاسے ہی رہے۔ اور ہر طرح مسلمانوں کو ستاتے اور ایذا پر ایذا دیتے رہے۔ آخر جب تکالیف کی کوئی انتہا نہ رہی اور ان کا ظلم بیحد سخت سے سخت تر ہوگیا تو انصاف اور دیانت کے ساتھ ظالموں کے ظلم کو روکنے اور اپنی حفاظت کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو مدافعت کی اجازت دی چنانچہ اگلی آیت میں اس کی تصریح ہے۔ ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کی ان دشمنوں سے مدافعت فرماتا ہے۔ ان اللہ لا یحب کل خوان کفور۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کسی دغاباز ناشکرے کو محبوب نہیں رکھتا۔ اور یہ ظالم مسلمانوں کے دشمن دغاباز اور ناشکر ہیں۔ کہ باوجود احسانات عفو و صفح کے مسلمانوں ہی کے درپے ایذا ہیں۔ پھر مدافعت کے لئے مسلمانوں کو اجازت بھی دیتا ہے اور اجازت دینے کی وجہ بھی ساتھ ہی بیان فرماتا ہے۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا۔ جن مسلمانوں سے کافر لڑتے ہیں اب ان کو بھی مدافعانہ مقابلہ کی اجازت ہے۔ کیونکہ مسلمان مظلوم ہیں و ان اللہ علی نصرھم لقدیر۔ خدا ان مظلوموں کی مدد پر بیشک قادر ہے۔ پھر ان کے مصائب و تکالیف بھی بیان فرماتا ہے الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ۔ کہ وہ مظلوم لوگ ہیں۔ جو صرف اتنی بات کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے ناحق اور بیجا طور پر اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ پس ایسی حالت میں خود حفاظتی اور مدافعت کو دنیا کا کوئی عقلمند تو ناجائز کہہ نہیں سکتا مگر دیانندیوں کی خدا جانے کیوں عقل ماری گئی ہے کہ ایسے مناسب و جائز حکم پر بھی اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ قرآن میں آیا ہے۔ "خدا کا دین پھیلانے کے لئے کافروں کو خوب مارو"

پھر لکھتے ہیں:-

"اے مسلمانو! مارو تم کافروں کو یہاں تک کہ باقی نہ رہے فتنہ اور ہوجاتے تمام دین اللہ کا"

دین پھیلانے کے لئے خوب مارو لکھ کر اعتراض کی بنیاد رکھنی چاہی ہے۔ لیکن مہاشہ ذرا ہوش میں آکر یہ تو بتائیں یہ دونوں لفظ کس آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہیں۔ مہاشہ جی نے جس آیت کا ترجمہ لکھا ہے وہ یہ ہے۔ قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ اس پر غضب بلکہ صریح ظلم یہ کہ مہاشہ جی اسی آیت کے پاس کی آیتوں کو نظر انداز کر جاتے ہیں جنپر نظر رکھتے ہوئے ایسی غلطی کھانا محال تھا۔ اس آیت سے پہلے کی آیت ملاحظہ ہو جس میں انھیں ظالموں کی مدافعت کا حکم ہے۔ و قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم و لا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی خدا کی راہ میں ان سے مقابلہ کرو۔ اور تم کچھ زیادتی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اس میں مدافعانہ مقابلہ کا حکم ہے۔ اور ظلم کرکے مارنا تو بڑی بات ہے زیادتی سے بھی منع فرمایا ہے۔ پھر قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ کے متصل ہی بلافصل فرماتا ہے فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظالمین۔ کہ اگر وہ اپنے ظلم سے باز آجاویں تو تم بھی ہاتھ روک لو کیونکہ مسلمانوں کو تو ظالموں کی ہی مدافعت و مقابلہ کی اجازت ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین۔ کہ جو تم پر زیادتی کرے۔ تم بھی اس کے مقابلہ میں ویسا ہی کرو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو۔ اور جان لو کہ جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ خدا ان کے ساتھ ہے۔

پس مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہے۔ کہ مسلمانوں کے مقابلے اور جنگیں خود حفاظتی کی بنا پر صرف ظالموں شریروں کے مقابلہ میں مدافعانہ اور مصلحانہ اعمال تھے۔ اور وہ بھی کامل احتیاط اور سلامت روی کے ساتھ۔ اور کوئی ترقی چاہنے والی قوم ہرگز زبردستی اغیار اور لوگوں کو ناپسند نہ کریگی۔ اگر مسلمان دین کے لئے لوگوں کو مارتے یا زبردستی مسلمان بناتے تو گویا وہ اپنے دشمنوں کو اپنے اندر داخل کرکے انھیں اپنے برابر حقوق دیکر اپنے اوپر خود ہی غلبہ دیتے اور انھیں گھر کا بھیدی بناکر لنکا ڈھانے کی قوت دیتے اگر ایسا ہوا ہوتا تو آج نہ صرف عرب بلکہ ساری دنیا میں مسلمان معدودے چند بھی بمشکل نظر آتے۔ نیز دین کے لئے مارنا تو بالکل ممنوع و ناجائز ہے۔ قرآن پاک نے اس کو مسلمانوں کو پہلے ہی منع فرمایا ہے لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ دین میں زبردستی نہیں۔ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہوچکی اور دلائل روشن ہوگئے۔ اب جسے ماننا ہو مانے۔

پس "دین پھیلانے کے لئے خوب مارو" مسلمانوں نے کبھی سنا بھی نہ تھا۔ پھر ایسے کاموں سے انھیں کیا تعلق۔ اور ان کاموں کو آن سے کیا نسبت ہے

لگا نہ تہمت تو اے سماجی گریگا نتنے اٹھا اٹھا کر
خدا کے پیاروں سے یہ لڑائی - خدا خدا کر خدا خدا کر

مہاشہ جی نے سورہ توبہ - سورہ نساء - سورہ انفال کے حوالے - "خدا کا دین پھیلانے کے لئے خوب مارو" کے ضمن میں لکھے ہیں - اب ہم ان کے قریب قریب کی آیتیں لکھتے ہیں - تاکہ واضح ہو جائے کہ جہاں مقابلہ کی اجازت ہے - وہاں مدافعانہ طریق عمل ہی مراد ہے - اور مہاشہ جی کا شبہ بادسوسہ سراسر بے بنیاد ہے - ارشاد ہوتا ہے (سورہ توبہ) فما استقاموا لکم فاستقیموا لھم ان اللہ یحب المتقین ط کہ جب تک وہ لوگ تم سے سیدھے رہیں تم بھی ان سے سیدھے رہو - کیونکہ اللہ ان لوگوں کو جو (بد عہدی سے) بچتے ہیں دوست رکھتا ہے - ان دشمنوں کی حالت بھی بیان فرماتا ہے - لا یرقبون فی مؤمن الا ولا ذمۃ ط اولئک ھم المعتدون ط کہ وہ کسی مسلمان کے بارے میں نہ تو قرابت کا پاس ملحوظ رکھتے ہیں - نہ عہد و پیمان کا یہی زیادتی کرنے والے ہیں - پھر انصاف سے غور کیا جائے کہ ایسے بد عہد ظالم - جفا کار دشمنوں کی ہر پہلو سے مدافعت نہ کیجاتی اور انھیں ظلم و فساد سے نہ روکا جاتا - تو مسلمانوں کی جان کس طرح بچتی - اور دنیا میں امن کیونکر پیدا ہوتا - خدا تعالیٰ خود اس مقابلہ کی غرض و غایت بیان فرماتا ہے - لعلھم ینتھون - تاکہ یہ لوگ اپنی شرارتوں سے باز آجائیں پھر ان شریروں کی کرتوتوں کا ذکر کرتا ہے - کہ الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدءوکم اول مرۃ ط کہ مسلمانوں کیا تم ایسے لوگوں سے جنگ نہ کرو گے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسول کے نکال دینے کا ارادہ کیا - اور چھیڑ خانی بھی انھوں نے ہی پہلے شروع کی - پس صاف صاف اور کھلی ہوئی بات ہے کہ یہ مقابلہ بھی انھیں لوگوں سے تھا جن کے ظلم و ستم سے مسلمان تنگ آ گئے تھے -

سورہ نساء کی آیت میں بھی ایسے ہی لوگوں سے مقابلہ کا حکم ہے - جو عہد شکن بے درد ظالم مسلمانوں کو بھی اپنے جیسا بنانا چاہتے تھے - مہاشہ جی نے یہاں جس آیت کا ترجمہ لکھا ہے - اس کا پہلا حصہ یہ ہے جسے مہاشہ نے چھوڑ دیا ہے - ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء ط ان کی خواہش یہ ہے - کہ جس طرح وہ کافر ہو گئے ہیں اسی طرح تم بھی کفر کرنے لگو اور سب ایک ہی طرح کے ہو جاؤ -

نیز سیاق و سباق میں مضمون بالکل کھلا ہوا ہے کہ مقابلہ کا حکم صرف اسی گروہ کفار سے تھا جو مسلمانوں پر چڑھائی کرتے اور ہر طرح ستاتے - چنانچہ اسی سورہ نساء میں ہے - وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا کیوں تم اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لئے دشمنوں سے نہیں لڑتے جو (عاجز آکر خدا سے) دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہم کو ایسی بستی (مکہ) سے نجات دے جہاں کے رہنے والے ہم پر ظلم کر رہے ہیں -

پھر مہاشہ جی کی اعتراضی عبارت سنئے (سورہ انفال رکوع ۵) (۱) اے نبی شوق دلاؤ مسلمانوں کو قتل کا (۲) اور مشرکوں کو جہاں کہیں پاؤ

پہلے فقرے کے بعد دوسرا فقرہ یونہی جہاں سے چاہا ملا دیا - پھر جہاں یہ حکم ہے - وہاں خود تصریح ہے کہ یہ انھیں عہد شکن ظالموں کے مقابل فرمایا گیا ہے چنانچہ حرض المومنین علی القتال سے چند آیت پہلے موجود ہے الذین عاھدت منھم ثم ینقضون عھدھم فی کل مرۃ وھم لا یتقون جن سے تم نے صلح کا عہد و پیمان کیا - پھر اپنے عہد و پیمان کو ہر بار توڑتے ہیں اور بد عہدی سے پرہیز نہیں کرتے

پھر مہاشہ جی لکھتے ہیں (سورہ انفال رکوع ۵) اے مسلمانو - کافروں کو یہاں تک مارو کہ نہ رہے کوئی فتنہ اور ہو جاوے تمام دین اللہ کا -

یہ ترجمہ جس آیت کا ہے اس سے پہلے بھی صاف صاف موجود ہے - قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفرلھم ما قد سلف وان یعودوا فقد مضت سنت الاولین ط اے پیغمبر کافروں سے کہو - کہ اگر وہ اب بھی اپنی شرارتوں کو باز آجائیں تو ان کے پچھلے قصور معاف کر دئے جائیں گے اور اگر پھر شرارت آکریں گے - تو اگلے لوگوں کی روش پڑ چکی ہے - اس تمام بیان سے خوب ثابت ہو گیا ہے - کہ جنگ و مقابلہ کا حکم صرف عہد شکن ظالموں شریروں کی مدافعت کے لئے تھا -

فلسفہ مدافعت

اب ہم مدافعت کا فلسفہ بھی بتاتے ہیں - مگر پہلے سماجیوں کو مخاطب کر کے ان سے استفسار دریافت کرنا چاہتے ہیں - کہ اگر کوئی بے درد ظالم - اکھڑ - ڈھیٹ دشمن ان کے گھر میں گھس آتے - اور ان کی جان آفت میں ڈال دے - اور ہر طرح ستانا اور تکلیف و ایذا دینا شروع کر دے - ان کے بچوں کا بھی ترس نہ کھائے اور ان کی عورتوں کو بھی پریشان کرے اور ان کے مال چھین کر لیجانا چاہے - تو کیا وہ چپکے سے گردن جھکا کر اور صرف لٹیا - چٹیا - لنگوٹی لیکے گھر دشمن کے حوالے کر کے رخصت ہو جائینگے کیا کوئی انسان اور غیر متمدن انسان ایسا کر سکتا ہے - اور کیا ایسا کہیں دنیا میں جائز سمجھا گیا ہے - یا سمجھا جا سکتا ہے - ہرگز نہیں - اب دیکھو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے مدافعت کا فلسفہ بتایا ہے - وہ فرماتا ہے ولو لا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضل علی العالمین ط یعنی خدا تعالیٰ اگر بعض کی بعض کے ساتھ مدافعت نہ کراتا رہے تو زمین میں فساد پھیل جاتے - لیکن اصل یہ ہے کہ خدا تمام جہانوں پر فضل فرمایا کرتا ہے - اور مدافعت کے ذریعہ امن عامہ قائم رکھتا ہے - پس مدافعت نہ ہو تو امن عامہ میں خلل پڑ جائے نیز کسی مذہب و اہل مذہب کو بھی امن نصیب نہ ہو خدا تعالیٰ فرماتا ہے - ولو لا دفع اللہ الناس

بعضھم ببعض لھدمت صوامع و
بیع و صلوات و مساجد یذکر فیھا اسم
اللہ کثیرا یعنی اگر خدا تعالیٰ کا قانون مدافعت کے
ماتحت بعض سے بعض کی مدافعت نہ کرتا رہتا تو
اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ دنیا میں ایک فساد عظیم برپا رہتا
اور کسی طرح امن کی صورت نہ پیدا ہوتی۔ نہ عیسائیوں کو
بھی نصیب نہ ہوتا اور صومعے اور گرجے۔ اور
یہودیوں کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی
مسجدیں جن میں خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے
ڈھا چکے ہوتے۔

پس ظاہری و باطنی۔ روحانی و مادی دنیا کی
درستی امن کا بلکہ سارے عالم کے نظام و انتظام کا مدار
ہی قانون مدافعت پر ہے۔ اس پر اعتراض کرنا
حماقت ہے۔ کیا معلوم نہیں کہ موجودہ عظیم الشان جنگ
میں ہر شریک جنگ اپنی حفاظت کے لئے جان توڑ
کوششوں کے ساتھ مدافعت میں منہمک ہے۔ گورنمنٹ
برطانیہ ہی کو دیکھو کہ کس قدر قوت و طاقت جان و
مال کے ساتھ ہمارے تمہارے قیام کے لئے
مدافعت میں مصروف ہے۔ یہ کوئی قابل اعتراض
بات نہیں۔ بلکہ قابل ستائش ہے۔ بلکہ اس مدافعت
میں ہم تم بھی شریک ہیں اور ہونا چاہئے یہ ہمارا تمہارا
فرض ہے۔ پس اب گریبان میں منہ ڈالو اور چپ
ہو جاؤ۔ آئندہ ایسا اعتراض نہ کرنا ؎

نہ تو اب سر اٹھا خاموش خاموش
نہ کر کچھ حیا خاموش خاموش

حقیقۃ الامر

یعنی

مولوی محمد علی صاحب کی چٹھی کا جواب

حال میں مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح
ایدہ اللہ تعالیٰ کے نام چٹھی شائع ہوئی تھی اس کا جواب
حضور کی طرف سے رسالہ کی شکل میں شائع ہو گیا ہے۔ احباب
کو چاہئے کہ غیر مبائعین میں تقسیم کرنے کے لئے اس کی بہت سی
کاپیاں دفتر ترقی اسلام قادیان سے منگوا لیں اور خوب اچھی طرح اس کی اشاعت کریں

ولایت میں تبلیغ اسلام

ایک معزز لیڈی کا قبول اسلام

جناب مفتی محمد صادق صاحب کی عزت افزائی

ایک عظیم الشان جلسہ میں ہندوستان کا ذکر

قبول اسلام ہم کیا اور ہماری ہستی کیا اور ہمارا کام کیا
اور ہماری سعی کیا سب ہیچ ہے۔ اور
سب بیکار ہے۔ بغیر اس قدوس سبوح اعلیٰ۔ عظیم
کے فضل بخشش رحم کرم پردہ پوشی اور غریب نوازی
کے اسی کی سب طاقتیں ہیں۔ اور اسی کے سب خزانے
ہیں۔ ہر شے اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہ جسے
چاہتا ہے دیتا ہے۔ جو جس سے چاہتا ہے لیتا ہے
سب اس کے حضور میں جواب دہ ہیں۔ اور کوئی
اس سے پوچھنے والا نہیں۔ اندھی عیسائیت اور
سرکش دہریت کی اس سنگلاخ زمین میں کون ہدایت
پا سکتا ہے۔ کوئی بھی سوائے اس کے جس کو وہ ہدایت
دے۔ ہماری کوششیں کمزور۔ بلکہ کمزور کا لفظ
بھی ان کے واسطے کمزور ہے۔ ہفتہ وار لیکچروں
کے واسطے خطوط اور دعوتی کارڈ لکھے جاتے ہیں۔
اعلان کیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ آ جاتے ہیں۔ کوئی
خاموشی سے سن کر چلا جاتا ہے۔ کوئی سوال کرتا
ہے۔ کوئی پھر آنے کا وعدہ کرتا ہے۔ ایک معزز
خاتون بنام مس ہسٹی جو میونشن ورکس میں عمدہ کپتان
پر ممتاز ہو چکی ہے۔ چند لیکچروں اور تقریروں میں
شامل ہوتی رہی۔ پھر ایک دن بہت سی گفتگو کے بعد
آخر اس نے اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام حسینہ رکھا
گیا۔ اس کی درخواست بیعت اس ڈاک میں بحضور
حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ [illegible]

قبولیت ارسال کی جاتی ہے۔ (رہ گئی ہے ایڈیٹر) وما
توفیقنا الا باللہ العلی العظیم۔ اللھم زد فزد

ڈاک نہیں ملی اب ہندوستان کی ڈاک پندرہ
روزہ آتی ہے۔ پہلے ہفتہ وار
آیا کرتی تھی۔ ۵- جولائی کو جو ڈاک آنی چاہئے تھی وہ
اب تک (۲۸ جولائی ۱۹۱۸ء) نہیں آئی۔ اس کے متعلق
بعض افواہیں سننے میں آتی ہیں۔ اگر ڈاک گم ہو گئی ہے
تو اس میں جس دوست نے کوئی ضروری خط ۴- مئی اور
۲۵- مئی کے درمیان ہندوستان سے لکھا ہو وہ مہربانی
کر کے دوبارہ تحریر فرما دیں۔ ان میں غالباً ان تاریخوں
کے خطوط ہوں گے۔ پندرہ روز کے بعد احباب کے خطوط
ملتے ہیں۔ دل خوش ہوتا تھا۔ اس دفعہ اب تک یہ
خوشی حاصل نہ ہوئی۔ اور اب پندرہ روز اور انتظار کرنا
پڑا۔ اور دیکھا چاہئے وہ کب پہنچتی ہے۔

امریکن آزادی کا جلسہ صوبہ جات متحدہ
امریکہ کو آزاد
ہوئے قریب ڈیڑھ سو سال کا عرصہ گزرتا ہے۔ تب
سے امریکن لوگ اس آزادی کی یاد میں ہر سال ۴ جولائی
کو خوشی کا جلسہ کیا کرتے ہیں۔ اس سال یہ خوشی کا جلسہ
نہ صرف امریکہ میں کیا گیا ہے۔ بلکہ انگلینڈ اٹلی فرانس
وغیرہ ممالک میں بھی کیا گیا ہے۔ لنڈن میں اس تقریب
پر ایک بڑا بھاری جلسہ ہوا۔ جس میں لارڈ برائس۔
لارڈ آرمتھ ڈیل۔ ارل کونٹری۔ لارڈ بیرنہم۔ لارڈ ڈسٹربی
ڈچس مارلبورو اور کثیر التعداد معززین ایک بڑے
وسیع ہال میں جو ویسٹ منسٹر سنٹرل ہال کے نام سے مشہور
ہے۔ جمع ہوئے۔ عاجز بھی ایسے جلسے کو دیکھنے کے
واسطے گیا۔ مگر وہاں جا کر معلوم ہوا کہ اس جلسہ میں صرف
چیدہ لوگ شامل ہو سکتے ہیں۔ جن کے نام پہلے سے دعوتی
رقعے جا چکے ہیں اور ہر ایک کے واسطے ایک ایک
کرسی نام بنام ریزرو ہو چکی ہے۔ جب میں دروازے پر
پہنچا تو جو صاحب وہاں متعین تھے انہوں نے کہا ٹکٹ
میں نے کہا ٹکٹ کیسا۔ متعجب سا ہوا۔ اور کہا اچھا آپ کا
عمامہ سب ٹکٹوں سے بہتر ہے۔ اچھا اندر تشریف لے جائیے
اس طرح میں اندر چلا گیا۔ ٹکٹوں والے سب کرسیوں پر

جلسہ شروع ہونے کو تیار تھا۔ جگہ کوئی خالی نہ تھی۔ میں سیدھا پلیٹ فارم پر چلا گیا۔ ٹکٹ کا سوال ہوا۔ میں نے کہا ٹکٹ کوئی نہیں۔ سٹیج کے ناظم نے کہا اچھا وائی کونٹ چنلا کے پاس اتفاقاً ایک کرسی خالی رہ گئی ہے۔ آپ یہاں تشریف رکھئے۔ شکریہ کر کے بیٹھ گیا۔ جلسہ شروع ہوا۔ وائی کونٹ برائس۔ بشپ لنڈن۔ مسٹر چرچل۔ جنرل سمس وغیرہ کی تقریریں ہوئیں۔ مسٹر چرچل کی تقریر بہت لمبی اور نہایت پرزور تھی۔ اُنھوں نے پریزیڈنٹ ولسن کے نام مبارکباد کا تار اس جلسہ کی طرف سے پیش کیا۔ اثنائے تقریر میں اُنھوں نے کہا۔ اس جنگ میں سب دل متحد ہیں۔ آسٹریلین افریقین وغیرہ۔ اتفاقاً ہندوستان کا لفظ چھوڑ گئے۔ میں قریب ہی تھا۔ میں نے آواز دی کہ نیز ہندوستان۔ تب فرمایا بیشک نیز ہندوستان۔ اسپر بڑے پرزور چیرز ہوئے۔ اخبار ڈیلی ٹیلیگراف نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اخبار ڈیلی سکیچ نے ایک فوٹو ان اصحاب کا چھاپا ہے۔ جو پلیٹ فارم پر تھے۔ اس میں میرا فوٹو بھی آگیا ہے۔ اس اخبار کا ایک پرچہ بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بھیجا گیا ہے۔ چونکہ اس چھوٹے سے واقعہ کے سبب تمام حاضرین نے خصوصیت کے ساتھ مجھے شناخت کر لیا تھا۔ اس واسطے بعد جلسہ کئی معززین اس جگہ اور بعض باہر ملے۔ بعض نے خواہش کر کے وزٹنگ کارڈ کا تبادلہ کیا۔ بعض کو مختصر سی تبلیغ اور حضرت مسیح موعود کی آمد ثانی کی خبر پہنچانے کا موقعہ ملا۔ فالحمد للہ

لارڈ بشپ اور تھیٹر

برمنگھم کے لارڈ بشپ صاحب نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا۔ نوجوانی کی عمر میں مجھے اکثر تسکین جو ملتی تو تھیٹروں (تماشہ گاہوں) میں ملتی۔ اور کاش کہ مجھے اب بھی تماشہ گاہوں میں جانے کے واسطے ویسی ہی سہولت حاصل ہوتی۔ کلیسیا کا یہ ضروری فرض ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ تماشہ کرنے والے مردوں اور عورتوں کی امداد کریں۔ لنڈن کے لارڈ بشپ صاحب نے فرمایا کہ ہمارے گرجوں سے جو سلوک تھیٹر والیوں کے

ہنگامۂ یورپ

برطانوی پیشقدمی ۔ لنڈن ۴۔ اکتوبر ایک برطانوی کمیونیک مظہر ہے۔ کہ ہم نے مقامی یورشوں میں کیمبرے کے جنوب اور گوٹی کے شمال جوالی بیوریوائر میں پیشقدمی کی۔ بینزز آرمنٹیرز کے حلقہ میں دشمن کا ہٹنا جاری ہے ہمارے آگے بڑھی ہوئی فوجیں واورن اور ادگونگھم تک پہنچ گئی ہیں۔

جرمنی کی طرف سے وقفہ جنگ کی خواہش برن ۶۔ اکتوبر ویانا کا ایک پیام جو یہاں وصول ہوا ہے۔ اور نیز آسٹریا کی سفیر متعینہ اسٹاکہام کا پیام جو برلن میں موصول ہوا ہے۔ ان دونوں سے تصدیق ہوتی ہے۔ کہ چانسلر نے پریذیڈنٹ ولسن سے گفتگوئے صلح چھیڑنے کی تجویز کی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ چانسلر کی استدعا میں ایک فوری وقفہ جنگ بھی شامل تھا۔ ایمسٹرڈم سے جو چانسلر کی تقریر آئی ہے اس میں عام وقفہ جنگ کا ذکر نہیں ہے۔

قیصر کا اعلان بری اور بحری افواج کے نام لنڈن ۷۔ اکتوبر قیصر نے جرمن بری اور بحری افواج کے نام ایک اعلان نافذ کیا ہے۔ جس میں اُنھوں نے جدید تجویز صلح کا اعلان کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا ہے کہ مغربی محاذ شکست نہ ہوگا۔ لیکن یہ بھی کہا ہے کہ محاذ مقدونیہ کی تباہی ایسے وقت میں واقع ہوئی کہ جبکہ جنگ سخت ترین ہو رہی تھی۔ اس کے بعد قیصر نے کہا ہے۔ کہ وہ اتحادیوں کے موافق ہیں۔ اور ایک بار پھر باعزت صلح پیش کرنے کا ارادہ کیا ہے یہ مسئلہ بھی زیر بحث ہے کہ آیا ان کو اس میں کامیابی ہوگی یا نہیں۔ لیکن جب تک ایسا نہ ہو اس وقت تک ان کی کوششیں کمزور نہ پڑنی چاہئیں۔

امریکہ سے جرمن سفیر کا مطالبہ صلح ۔ ایمسٹرڈم ۱۲ اکتوبر برلن سے ایک پیام میں جرمن یادداشت کا مضمون دیا گیا ہے جو سوئٹزرلینڈ کی معرفت امریکہ کو بھیجی گئی ہے وہ مضمون حسب ذیل ہے۔ جرمن گورنمنٹ پریذیڈنٹ امریکہ سے مستدعی ہے۔ کہ وہ بحالی امن کے مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لیں گے۔ اور تمام لڑنے والوں کو اس سے آگاہ کر کے انہیں اپنے قائم مقام گفتگوئے صلح شروع کرنے کے لئے دعوت دیں گے۔ جرمن گورنمنٹ پریذیڈنٹ ولسن کے پیام بنام کانگریس مورخہ ۸۔ جنوری اور بعد کی اسپیچوں خصوصاً ۲۷ ستمبر والی تقریر کے مذکورہ پروگرام کو بطور بنیاد گفتگوئے صلح قبول کرتی ہے۔ اور مزید خونریزی کو روکنے کے لئے مستدعی ہے۔ کہ فوراً خشکی پانی اور ہوا میں لڑائی موقوف کرنے کے لئے مہلت جنگ کا انتظام کیا جائے۔

بوڈاپسٹ۔ صوفیا قسطنطنیہ کی لائن لنڈن ۵۔ اکتوبر حکام کو بلقان کی صورت حالات کے متعلق اطمینان دلانے والا بیان شائع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ دول وسطیٰ نے بلغاری نقصانات کی تلافی کر دی ہے اور بوڈاپسٹ۔ صوفیا۔ اور قسطنطنیہ کی لائن پر آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے۔ رائٹر کو معلوم ہوا ہے کہ وائنا میں بڑی بے چینی پائی جاتی ہے۔

ٹرکی کی طرف سے جرمنی کو دھمکی لنڈن ۷۔ اکتوبر ہارننگ پوسٹ کے نامہ نگار مقیم واشنگٹن کے بیان کے مطابق ٹرکی جنگ سے دستبردار ہونے کی دھمکی دے رہا ہے۔ اور اب جرمنی کو عاجزانہ نہیں بلکہ تحکمانہ لہجہ میں مخاطب کر رہا ہے۔ اور اس نے الٹی میٹم کی صورت میں بعض سخت مطالبات پیش کئے ہیں۔ (سول اینڈ ملٹری گزٹ کا خاص تار)

ٹرکی اور جرمنی میں کشیدگی لنڈن ۸۔ اکتوبر رائٹر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ ٹرکی اور جرمنی کے تعلقات زیادہ کشیدہ ہو گئے ہیں۔ ٹرکی اپنی اُس سابقہ حالت میں رکھا جانا پسند نہیں کرتا جو اسے دول وسطیٰ کے مقابلہ میں حاصل تھی۔ اور بالخصوص اس بات کا خواہشمند ہے۔ کہ بلغاری حملے کے خلاف اس کے لئے کافی ضمانتیں مہیا کی جائیں۔

شاہ بلغاریہ کی تخت سے کنارہ کشی لنڈن ۶۔ اکتوبر صوفیا سے ۵۔ اکتوبر کو اعلان [illegible] کہ زار فرڈیننڈ کی تخت سے

کنارہ کشی اور پرنس بورس کی تخت نشینی کا [illegible] نے صبح کو اعلان کیا۔

شاہ بورس نے حکم دیا ہے کہ بلغاری فوج میدان جنگ سے بلالی جائے۔

لندن ۱۰ اکتوبر۔ صوفیا کا ایک تار مظہر ہے کہ بلغاری پارلیمنٹ نے خفیہ اجلاس میں صلح کی منظوری دی۔

جرمن ڈویژن کی گرفتاری لندن ۱۰ اکتوبر۔ لندن کا اخبار ایکو دی پاری اعلان کرتا ہے کہ بلغاریا میں فرانسیسی سپاہ نے گیارہویں جرمن ڈویژن کو قبول اطاعت پر مجبور کیا ہے۔ جس کے ساتھ ایک جرمن جرنیل اور دو بریگیڈیروں نے بھی اطاعت قبول کی۔

صلح کے متعلق آسٹریا کی [illegible] لندن [illegible] معلوم ہوا ہے کہ آسٹریا [illegible] ہالینڈ سے درخواست کی ہے کہ وہ [illegible] کو [illegible]

ہندوستان کی خبریں

پنجاب کے سرکاری ملازموں کو گورنمنٹ پنجاب الاؤنس جنگ نے گورنمنٹ ہند کے [illegible] شدہ سے یکم اکتوبر ۱۹۱۸ء سے جنگی الاؤنس کی سکیم منظور فرمائی ہے جن سرکاری ملازموں کا مشاہرہ پچاس روپے سے زائد نہ ہوگا انہیں یہ الاؤنس بشرح ذیل ملیگا۔ ۵ سے ۱۲ روپے تک مشاہرہ داروں کو ایک روپیہ ماہانہ ۱۲ سے بیس تک ڈیڑھ روپیہ ۲۰ سے ۵۰ تک دو روپے۔ اور ۵۰ سے ۵۰ تک تنخواہ لینے والوں کو اڑھائی روپے الاؤنس مرحمت ہوگا

مستعفی پروفیسران علیگڈھ مسٹر گیج ہیڈ ماسٹر کالجیٹ ہائی سکول و مسٹر [illegible] پرنسپل کالج و مسٹر [illegible] سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ نے اپنے استعفوں پر نظر ثانی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

انڈر سکرٹری گورنمنٹ پنجاب معلوم ہوا ہے کہ لالہ ست رام صاحب کو گورنمنٹ پنجاب نے محکمہ پبلک ورکس بلڈنگز برانچ میں مسٹر ڈورس کی جگہ جو رخصت پر جا رہے ہیں عارضی طور پر قائم مقام انڈر سکرٹری مقرر کیا گیا ہے۔

گندم کی برآمد بند وزیر ہند نے گورنمنٹ کی تجویز پر ہندوستان سے سوائے عراق عرب کے سند باد تمام مقامات کو گندم کا بھیجا جانا بند کر دیا ہے۔

مستحقوں کو گندم ۸ سیر فی روپیہ پنڈت ٹھاکر دت جی شرما وید مالک امرت دھارا لاہور نے غلہ کی گرانی کو محسوس کرکے فیصلہ کیا ہے کہ مستحق لوگوں کو غلہ گندم بحساب آٹھ سیر فی روپیہ دیا جائے۔ بعض معتبر اصحاب کے پاس پرچیاں رکھ دی گئی ہیں لاہور کے ضرورتمند ان سے پرچی لیکر گندم بشرح بالا خرید سکتے ہیں۔ جو لوگ مستحقوں کو تلاش کریں گے ان کا شکریہ ادا کیا جائیگا۔ وقت تقسیم غلہ ۸ بجے سے ۱۰ بجے صبح تک ہے۔ جو لوگ پرچی لینا پسند نہیں کرینگے ان کا علم ہونے پر انکے گھروں پر غلہ پہنچایا جائیگا۔

[illegible] ضیاء الاسلام پریس قادیان [illegible] شائع ہوا